عنوان کتاب : ادب اور نقدِ ادب

مصنف : ڈاکٹر احمر رفاعی

ناشر : جاوداں رضویہ سوسائٹی، کراچی

سن طباعت : ۲۰۰۱ء

صفحات : ۴۲۴

قیمت : ۲۵۰

تبصرہ نگار : ڈاکٹر عطش درانی ☆

ادبی تنقید میں ڈاکٹر احمر رفاعی ایک نام رکھتے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب ان کی ایسی ہی تنقیدی نگارشات کا مجموعہ ہے جو وہ وقتاً فوقتاً اہلِ نظر کے سامنے پیش کرتے رہے ہیں۔ مجموعی طور پر ان کے تنقیدی اسلوب کو ہم استدلالی اور منطقی قرار دے سکتے ہیں لیکن انہوں نے عبارت آرائی سے کہیں بھی گریز نہیں کیا۔ انہوں نے کلاسیکی عہد سے لے کر جدید دور تک اکثر ادیبوں اور شاعروں کے حوالے سے گفتگو کی ہے۔ محمد حسین آزاد، سرسید، نظیر اکبر آبادی، غالب، حالی، اکبر الہ آبادی، سیماب، فراق گورکھپوری، جگر، حسرت سے لے کر مجروح، مجاز، فیض، ساحر، ساقی، فاروقی جیسے شعرا ان کے انتقاد کی حدود میں شامل رہے ہیں۔

پہلا مضمون ''جدید اور کلاسیکی ادب کے منطقی سر رشتے'' میں انہوں نے اپنے استدلالی طرز نقد و نظر کو بہ طریق احسن پیش کیا ہے۔ دوسرا مضمون ''مسئلہ اُردو ادب کی نئی چہرہ بندی کا'' دراصل پاکستانی اُردو کا ایک تجزیہ ہے لیکن اُردو کے اکثر نقادوں کی طرح وہ بھی علاقائی اثرات کو غیر دانش مندانہ قرار دیتے ہیں۔ مضمون ''اصلاح معاشرت کا مفہوم'' میں قول و فعل کے تضاد اور ضبطِ نفس کے تقاضوں کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے جو خود مصنف کی واضح فکر کی نشان دہی نہیں کرتا۔

'' ادب اور مسئلہ نقدِادب'' مغرب کے تنقیدی اصولوں اور دورِجدید کے ادیب کی کاوشوں کو سراہنے کی کوشش ہے۔ '' جدید ادب کے نفسیاتی مطالب'' میں نفسیات سے زیادہ فلسفیانہ منہاج کو

☆ مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد

استعمال کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایسے جملے مصنف کی کم علمی کی دلیل بن کر ابھرتے ہیں کہ ہر دور کے نفسیاتی تقاضے مختلف ہوتے ہیں۔ مصنف اس بات سے بے خبر نظر آتے ہیں کہ ''انسان دوستی'' دورِجدید کا لادینی فلسفہ ہے جس کی آڑ میں اسلام اور جہاد پر نکتہ چینی کی جاتی ہے اور بہائیت جیسے مذاہب کو فروغ دیا جاتا ہے۔ ''ادب اور ادیب کے حوالے سے'' اس میں ماحول کی ناسازگاریوں کو موضوع بنایا گیا ہے۔ ''جدید اُردو ادب کے چند عبوری مراحل'' بھی ایسی ہی انتشارِذہنی کا اظہار ہے جس کا اظہار نفسیات کے حوالے سے ہوتا ہے۔ ''سامان صد نگاہ'' کسی حد تک قابل مطالعہ ہے جس میں سیّد علی اکبر رضوی کے سفرناموں کا تذکرہ ہے۔ ''ادب اور عہدِحاضر'' معنویت کا ایک جہاں سامنے لاتا ہے۔ ''اُردو ادب پر تحریک آزادی کے اثرات'' علامہ اقبال تک کا ایک بھرپور جائزہ ہے۔ ''چند ادبی مسائل'' میں موضوع سخن دھڑے بندیاں ہیں۔ ''اُردو کا ادبی افق سوچ کی تابانیوں میں'' تین ساڑھے تین صدیوں کا اُردو شاعری کے نشیب و فراز کا جائزہ ہے۔ یہاں ڈاکٹر رفائی صاحب عجیب و غریب موازنے کرتے ہیں۔ شبلی کو حالی و سرسیّد سے ممتاز کرتے اور پریم چند اور جوش کو مساوی حیثیت دیتے نظر آتے ہیں۔ ''مقصدی شاعری کی اعلیٰ مثال'' بجائے خود تغلیط کی مثال بن گیا ہے۔ ''اُردو کی اخلاقی شاعری'' میں بھی کوئی واضح سمت نظر نہیں آتی۔ ''اُردو ادب میں طنز و مزاح کی روایت'' سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف لطیف اور استہزائیہ شاعری میں فرق اور امتیاز کو روا نہیں رکھتے، ''نعتیہ شاعری'' پر ان کا تبصرہ بھرپور معلومات پیش کرتا ہے۔ ''اُردو کا جدید شعری ادب'' شعرا کے فکر و فن کے نازک ترین سررشتوں کی بازیافت میں بالعموم کامیاب نہیں ہوتا۔

''ایک نیازمندانہ ملاقات'' میں اپنے نگرانِ مقالہ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان کے حوالے سے ان کا عمدہ بیان ہے۔ ''غزل اور مزاج غزل ایک اجمالی جائزہ میں'' اس روایتی غلطی کو دہرایا گیا؟ جس میں اُردو غزل کے آغاز میں دکن کو مبدا و مرکز قرار دیا جاتا ہے۔ ''اقبال ایک فلسفی شاعر'' میں اقبال کے فنِ شعر جیسے نازک مقامات سے الجھے بغیر ان کے تصور مردِ مومن سے بحث کی گئی ہے۔

اقبال شناسوں کو اکثر یہی ٹھوکر لگتی ہے جب وہ ادب اور تکنیک کو ہنر کی جولان گاہوں سے نکل کر فکر و فلسفے کی موشگافیوں میں پڑ جاتے ہیں جو اُردو نقادوں کا نہیں فلسفے کے استادوں کا موضوع ہے۔

ڈاکٹر احمر رفائی وقتاً فوقتاً مختلف موضوعات، شخصیات اور نگارشات پر انتقادی تبصرے کرتے رہے ہیں جو اس مجموعے میں شامل ہیں۔ چنانچہ ان کی تحریروں میں بے سمت تنوع موجود ہے۔ غیر ضروری

عبارت آرائی کے شوق نے ان کی تنقیدی بصیرت کو اوجھل کر دیا ہے جو بعض مقامات پر نظر بھی آتی ہے لیکن اکثر تزئین و آرائش کی نذر ہو جاتی ہے۔ اگر بعض مضامین اشاعت سے قبل کڑی تدوین کے مرحلے سے گزارے جاتے اور غیر ضروری اور منتشر جملے حذف کر دیئے جاتے تو ایک عمدہ انتقادی مجموعہ مرتب کیا جا سکتا تھا۔